

## 27173-شادی شدہ عورت سے شادی کی تو گروالے مخالفت کرتے ہیں

### سوال

میں ایک مسلمان شخص ہوں اور اپنے گھروالوں کی موافقت کے بغیر چار بچوں کی ماں سے شادی کرنے کے بعد سعادت کی زندگی بسر کر رہا ہوں، ہم قرآن مجید کی تلاوت اور نمازوں کی پابندی کرتے ہیں، اس عورت سے شادی کرنے کا مقصد یہ تھا کہ اس کے بچوں کی تربیت ہو اور اس کی زندگی میں اس کا تعاون کروں۔

میرے والدین کا اس شادی سے انکار کا سبب یہ ہے کہ میں کسی دوسرے شخص کا بوجھ کیوں اٹھا رہا ہوں، یہ اس کے علاوہ ہے جو ذلت انہیں اپنے عزیز واقارب سے حاصل ہو گی۔  
میں نے انہیں مندرجہ ذیل باتیں کہیں :

میں اس ذمہ داری کو اٹھانے پر خوش ہوں اور سعادت مندی محسوس کرتا ہوں، اور پھر یہ بھی ہے کہ میں اپنی طاقت سے زیادہ اپنے آپ کو تکلیف نہیں دیتا۔

میں اس عورت جسے مالی اور نفیسی اور صحت کی مشکلات کا سامنا ہے کا تعاون کیوں نہ کروں اور اسے ایک نئی زندگی کیوں نہ دوں، میرے عزیز واقارب صرف یہوی کے حسن و جمال اور خوبصورتی اور اس کے مال و دولت کو اہمیت دیتے ہیں انہیں دین کا کوئی نظر نہیں۔

ہر قسم کی وضاحت کرنے کے باوجود انہوں نے میری اس شادی کی مخالفت کی لیکن اس کے باوجود میں نے یہ شادی کر لی اور اب میں بھی خوشی اور سعادت کی زندگی بسر کر رہا ہوں، اور ہر وقت توبہ کرتا رہتا ہوں کہ میں نے اپنے والدین سے سختی کا مظاہرہ کیا۔

میں نے ایک مولانا صاحب کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جنت ماؤں کے قدموں تکے ہیں" (میرے خیال میں ایسے ہی سنا ہے) میں گناہ محسوس کرتا ہوں اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ آپ مجھے بتائیں کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیے؟

### پسندیدہ جواب

#### اول :

آپ نے جو کچھ ایک مشکل میں چھنسی ہوئی بچوں والی عورت سے شادی کر کے کام کیا ہے وہ بہت اچھا اور قابل تحسین ہے اس پر آپ کو اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرمائے گا، اور پھر خاص کر جب وہ عورت دین والی بھی ہے جیسا کہ آپ کے سوال سے ظاہر ہو رہا ہے۔

شریعت اسلامیہ نے دین والی عورت سے شادی کرنے کی رغبت دلانی ہے کیونکہ وہ اس کے لیے ایک اچھی یہوی ثابت ہو گی، آپنے آپ کی بھی اور اپنے خاوند کی بھی حفاظت کرے گی اور اولاد کی بھی اس طرح تربیت کرے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔

اپنے خاوند کی نافرمان نہیں ہو گی بلکہ اس کی اطاعت کرے گی، شریعت اسلامیہ میں کنواری لڑکی سے شادی کرنا شادی شدہ کے مقابلہ میں افضل اور محبب ہے، لیکن بعض اوقات شادی شدہ کنواری سے بھی افضل اور بہتر ہوتی ہے مثلاً جب اس سے شادی کرنے میں کوئی مصلحت ہو جو کنواری سے شادی کرنے میں نہ پائی جائے، یا پھر شادی شدہ دینی اور اخلاقی طور پر کنواری سے بہتر ہو۔

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پوچھا اسے جابر کیا تو نے نکاح کریا ہے؟ میں نے جواب میں عرض کیا جی ہاں نکاح کریا ہے، بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کنواری سے یا شادی شدہ ہے؟

میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم شادی شدہ سے نکاح کیا ہے، بنی صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے: کنواری لڑکی سے کیوں نہیں کیا تو اس سے خوش طبیعی کرتا وہ تجھے کھلانی، میں نے بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا:

میرے والد جگ احمد میں شید ہو گئے اور اپنے پیچے نو بیٹاں چھوڑیں، میں نے یہ ناپسند کیا کہ میں انہی جیسی ہم عمر لڑکی ان کے پاس گھر میں لے آؤں، اس لیے مجھے یہ پسند آیا کہ میں ایسی عورت لاوں کو ان کی تربیت کرے اور ان کا نجیاب رکھے اور اصلاح کرے، بنی صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے: اللہ تعالیٰ آپ کے لیے برکت پیدا کرے یا پھر مجھے خیر و جعلانی کی دعا کی۔  
صحیح بخاری حدیث نمبر (4052) صحیح مسلم حدیث نمبر (715)

اور ایک روایت میں ہے کہ: تو نے اچھا کیا ہے۔

اور مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ: آپ نے اچھا کیا ہے، عورت یا تو اپنے دین اور مال اور خوبصورتی و جمال کی بنا پر نکاحی جاتی ہے، تیرہ تھا کہ میں ملیں دین والی کو اختیار کر۔

امام شوکانی رحمہ اللہ تعالیٰ نیل الاوطار میں کہتے ہیں:

اس میں کنواری لڑکیوں سے نکاح کرنے کے استحباب کی دلیل پائی جاتی ہے، لیکن اگر شادی شدہ سے نکاح کرنے کی کوئی ضرورت پیش آئے تو پھر کنواری سے نہیں بلکہ شادی شدہ سے جس طرح کہ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہوا۔ احمد یحییں نیل الاوطار لشکانی (126/6)۔

امام سندی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں:

ذکر: اس کا معنی یہ ہے کہ تو نے جو شادی شدہ عورت سے شادی کی وہ بہتر اور اچھا کیا ہے۔ اہ

تو آپ نے بھی اس شادی شدہ بچوں والی عورت سے شادی کر کے ایک اچھا اور بہتر کام کیا ہے اب اس کے بعد لوگوں کی باتوں سے آپ کو کوئی نقصان نہیں، آپ نے بھی وہی کام کیا ہے جو بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا، اس لیے کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر ازواج مطہرات بھی کنواری نہیں بلکہ پہلے سے شادی شدہ تھیں۔

آپ کی شادی میں آپ کے گھر والوں کی رضا مندی اور موافقت شرط نہیں، اور خاص کر جب ان کی مخالفت اس وجہ سے ہو جو کہ آپ نے بیان کی ہے، اس مسئلہ کے بارہ میں شیخ عبدالہ بن حمید کا فتویٰ سوال نمبر (20152) کے جواب میں بیان کیا جا چکا ہے آپ کے لیے اس کا مطالعہ کرنا بہت ہی اہم ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ آپ پر یہ ضروری ہے کہ آپ نے اپنے والدین کے ساتھ جو سختی کی ہے اس کی استخارہ کریں اور ان سے معافی طلب کریں، آپ پر واجب ہے کہ آپ اپنے والدین کے ساتھ زمی اور مہربانی کا برتاؤ کریں اور انہیں راضی کرنے کی کوشش کریں، اور ان کے ساتھ اگر ضرورت پیش آئے تو اچھے اور احسن انداز سے بات چیت کریں تاکہ وہ مطمئن ہو سکیں۔

اس سے آپ دوچیزوں کو جمع کر لیں گے ایک تو آپ اپنی رغبت اور مرضی کی شادی اور دوسری اپنے والدین کی رضا جو کہ اہم بھی ہے۔

دوم:

وہ حدیث جس میں یہ بیان ہوا ہے کہ: (جنت ماوں کے قدموں کے نیچے ہے) یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ صحیح نہیں۔

ابن عباس اور انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں سے یہ حدیث وارد ہے۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ابن عدی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب "الکامل" میں ذکر کرنے کے بعد کہا کہ ہے کہ یہ حدیث منکر ہے۔ دیکھیں: الکامل لابن عدی (347/6)۔

اور انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت خطیب بندادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے روایت کی ہے اور یہ بھی ضعیف ہے۔

عجولی کا کہنا ہے کہ: اس باب میں ایک حدیث اور بھی ہے جسے خطیب نے اپنی جامع میں اور قضا عی نے اپنی مسند میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع روایت کیا ہے کہ "جنت ماوں کے قدموں کے نیچے ہے" اس کی سند میں منصور بن الحاشر، اور ابوالغفر البار دو نوں ہی غیر معروف راوی ہیں۔

اور اسے خطیب نے بھی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ذکر کیا اور اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ دیکھیں: کشف الخاء (401/1)۔

اور شیخ علامہ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ ابن عباس کی روایت کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ روایت موضوع ہے، اور پھر کہتے ہیں:

اس سے ہمیں حدیث معاویہ بن جاحمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مستقینی کر دیتی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور انہیں کہنے لگا کہ میں حجاج میں جانا پاہتا ہوں اور آپ سے مشورہ کرنے آیا ہوں، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے: کیا تیری والدہ ہے؟ میں نے جواب دیا جی ہاں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے: اس کی خدمت کرو کیونکہ جنت اسے کی تائیگوں کے نیچے ہے۔

سن نسائی (2/54) وغیرہ نے روایت کیا ہے مثلاً طبرانی (1/225) ان شاء اللہ اس کی سند حسن ہے اور امام حاکم رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے صحیح قرار دیا ہے دیکھیں مسند رک احکام (4/151) ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس کی موافقت کی ہے اور امام منذری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس کی صحت برقرار رکھی ہے (3/214) دیکھیں السلسلۃ الصحیحة للبانی (593)۔

واللہ اعلم۔